ABC Certified
Weekly MASAEL Quetta
مسائل آپ کے اجاگر ہم کرینگے
ہفت روزہ مسائل کوئٹہ
ایڈیٹر: اسرار محمد کھیتران
03136823946
masaelqta@gmail.com
جلد نمبر:22 | 15 اگست تا 21 اگست 2019ء | قیمت 8 روپے | شمارہ نمبر:31

بلوچستان میں پولیو کی صورتحال سے، مستقبل کے معماروں کا تحفظ؟

تحریر۔ حانیہ بتول

پولیو تمام بیماریوں میں سب سے قدیم اور پرانی بیماری سمجھی جاتی ہے جو کہ کئی صدیوں سے لوگوں کو متاثر کرتی آرہی ہے۔ مصر کی آثار قدیمہ نے اہرام مصر میں نقش ونگاری کی ایسی تصاویر تلاش کی ہیں جس میں متعدد افراد اور بچے بھی شامل ہی جو صرف ایک ٹانگ اور لکڑی کے سہارے کھڑے نظر آتے ہیں لہذا پولیو کو قدیم بیماریوں میں شمار کیا جاسکتا ہے۔ پولیو ایک ایسی خطرناک بیماری ہے جس نے کبھی دنیا بھر میں ایک سال میں دس لاکھ سے زائد بچوں کو اپنا شکار بنا کر عمر بھر کے لئے اپاہج بنا دیا تھا لیکن اب یہ بیماری خاتمے کے نزدیک پہنچ چکی ہے بین الاقوامی کوششوں سے پوری دنیا جلد اس کے خاتمے کا ہدف حاصل کر لے گی۔ سال 1988ء میں پولیو کے کیسز دنیا بھر میں بہت زیادہ منظر عام پر آئے جب اس بیماری سے 30 لاکھ لوگ 145 ممالک متاثر ہوئے جس کے بعد دنیا نے اس بیماری کے خاتمے کے لئے مشترکہ کوششیں شروع کی اور اس موذی مرض سے نجات کے لئے پولیو ویکسین ایجاد کی اور سن 2000ء تک دنیا میں اس بیماری کے خاتمے کا ہدف مقرر کیا۔ پاکستان میں بھی پولیو کے خلاف انسداد ی مہم کا آغاز بھی سن 1988ء ہوا جبکہ گھر گھر جا کر ٹیموں کے ذریعے حفاظتی قطرے پلانے کی خصوصی انسداد ی مہم 1994ء میں شروع کی گئی جس کی وجہ سے پولیو سے متاثر مریضوں جن کی تعداد شروع میں پچاس ہزار تک تھی وہ کم ہوتے ہوئے آج چند افراد تک محدود ہوگئی ہے۔ سن 2011ء تک پولیو صرف بھارت، پاکستان، افغانستان اور نائیجریا تک محدود ہوگیا اور دنیا بھر میں 198 کیسز رپوٹ ہوئے جن میں سے 30 فیصد کیس پاکستان سے ہیں۔ اور اسی سال ہمارے ہمسایہ ملک بھارت جو کہ ہم سے آٹھ گنا بڑا ہونے کے باوجود کو پولیو کی صورتحال کی مانیٹرنگ کرنے کے بعد عالمی ادارہ صحت نے اسے پولیو فری کنٹری کا سٹیفکیٹ جاری کر دیا۔ اس کے بعد سن 2014ء میں نائیجریا میں پولیو کا کوئی کیس سامنے نہیں آیا لیکن اگلے سالوں میں کیسز سامنے آنے سے تمام تر کوششیں ناکام ہوئی۔ جبکہ افسوس ناک امر یہ ہے کہ پاکستان ابھی بھی پولیو فری کنٹری نہیں بنا۔ ہمارے ملک میں پولیو کبھی بھی ختم نہیں ہوا جبکہ سن 2005ء میں ملک بھر میں پولیو کے صرف 28 کیسز سامنے آئیں اس وقت ایک امید پیدا ہوئی تھی کہ پولیو کا خاتمہ جلد ہوگا۔ لیکن مختلف وجوہات کی بناء پر ہر گزرتے دن کے ساتھ کیسز میں اضافہ ہوتا گیا جو کہ تشویشناک ہے۔ سن 2012ء میں دنیا بھر میں پولیو 223 بچوں تک محدود رہ گیا تھا۔ ہمارے ملک میں سن 2013ء میں 59 کیسز، 2014ء میں 306 جبکہ 2015ء میں 38 کیسز رپورٹ ہوئیں۔ 2016ء میں 2 کیسز جبکہ 2017ء میں 8 کیسز، 2018ء میں 12 کیسز اور رواں سال اب 45 کیسز رپورٹ ہوئے ہیں جو کہ تمام حکومتی اور بین الاقوامی اداروں کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ رواں سال سب سے زیادہ خیبر پختونخواہ میں 28 کیسز رپورٹ ہوئے، قبائلی اضلاع میں 9، سندھ اور پنجاب میں 3.3 جبکہ بلوچستان میں رواں ماہ 2 کیسز رپورٹ ہوئے جس میں ضلع قلعہ عبداللہ میں نو ماہ جبکہ جعفرآباد میں آٹھ ماہ کے بچے میں پولیو کا وائرس پایا گیا یہاں یہ امر بطور خاص قابل ذکر ہے کہ پاکستان میں اگر پولیو کیسز کی تعداد اس رفتار سے بڑھتی رہی تو کوئی بعید نہیں کہ پاکستان سے دیگر ممالک کو جانے والے لوگوں کی تعداد نہ صرف بہت کم کردی جائے گی بلکہ عین ممکن ہے کہ بیرون ملک جانے پر مکمل پابندی ہی عائد کردی جائے۔ صرف دو ممالک پاکستان اور افغانستان میں پولیو کی ایک فرد سے دوسرے فرد میں منتقلی جاری ہے۔ پاکستان میں پولیو آج بھی ہمارے بچوں کو عمر بھر کے لئے معذور کرنے کا سبب بن رہا ہے۔

پولیو کیسز میں تقریباً 95 فیصد کیسز میں متاثرہ فرد میں کوئی علامت لاحق نہیں ہوتی ہے۔ جیسے غیر علاماتی کیسز کہتے ہیں جبکہ پولیو کی تین اقسام جن میں بے نتیجہ پولیو، عیر فالجی پولیو اور فالجی پولیو شامل ہیں پہلی صورت میں پولیو ایک ہلکی بیماری ہوتی ہے جسی علامات بخار، تھکاوٹ، سردرد، گلے کی سوزش، متلی اور ڈائریا شامل ہیں۔ دوسری صورت میں بے نتیجہ پولیو کی علامتوں میں اضافی اعصابی کمزوری، روشنی کی بیش حساسیت، گردن میں جکڑن جیسے علامتیں ہوتی ہیں۔ تیسری قسم میں وائرل جیسی علامات کی شروعات کی مدت کے بعد خاض بور پر اضطراری افعال کے فقدان اور عضلات کے درد یا اینٹھن کے ساتھ ہوتی ہے۔ اس کے بعد فالج لاحق ہوتا ہے جو کہ غیر علاماتی ہے اور لوگ پولیو کی زد میں آتے ہیں ایک سے دو فیصد سے کم لوگ فالج میں مبتلا ہونے کے بعد صحت یات ہوجاتے ہیں تاہم کچھ مخصوص افراد فالج یا عضلات کی کمزوری سے عمر بھر معذور ہوجاتے ہیں۔ ماہرین کے مطابق پولیو ایک اعصابی بیماری ہے جس میں پولیو وائرس حرام مغز پر حملہ کر کے پٹھوں کو حرکت دینے والے خلیوں کو تباہ کردیتے ہیں جس کی وجہ سے پٹھے استعمال نہ ہونے پر سوکھ جاتے ہیں متاثرہ حصہ ٹانگ یا بازو کمزور ہوجاتی ہے پولیو میں محسوس کرنے والی حس کبھی بھی ختم نہیں ہوتی کیونکہ اس بیماری کے وائرس محسوس کرنے والے خلیوں پر حملہ نہیں کرتے اور یہی فرق اسے دوسری اعصابی بیماریوں سے علیحدہ کرتا ہے۔

پولیو اس وقت تک پھیلتا رہے گا جب تک ہر جگہ سے اس کا مکمل خاتمہ نہیں ہوجاتا۔ یہی وجہ ہے کہ یہ انتہائی ضروری ہوچکا ہے کہ بچوں کو ہر جگہ قطرے پلائے جائیں تاکہ جب وائرس انکے علاقوں میں پھیلے تو وہ اس سے محفوظ رہیں ایک مرتبہ جب وائرس کسی علاقے میں اپنی جگہ بنا لیتا ہے تو یہ ان بچوں کو باآسانی متاثر کرسکتا ہے جنھوں نے پولیو ویکسین کے قطرے نہیں پیئے ہوتے پاکستان میں انسداد پولیو مہم کیلئے بین الاقوامی اداروں، ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن اور یونیسف سے مدد لی جاتی ہے۔

حکومتی ذرائع کے مطابق ملک بھر میں پولیو مہم پر ہونے والا 90 فیصد خرچہ پاکستان خود برداشت کرتا ہے جبکہ انسانی وتکنیکی وسائل کے لئے بین الاقوامی ادارے مدد فراہم کرتے ہیں۔

قومی ایمرجنسی آپریشنز سینٹر اسلام آباد سے جاری ہونے والے رپورٹ کے مطابق لاہور، راولپنڈی، پشاور، مردان، بنوں، وزستان، کوئٹہ، قلعہ عبداللہ، کراچی، حیدرآباد، قمبر اور سکھر کے نکاسی آب کے پانی کے نمونوں میں پولیو وائرس کی تصدیق ہوئی ہے پورے ملک میں بنوں ڈویژن پولیو وائرس کے لئے خطرناک ترین تصور کیا جاتا ہے کیونکہ ہمارے ملک میں رپورٹ ہونیوالے کیسز میں پچاس فیصد کیسز بنوں ڈویژن سے پورٹ ہوتے ہیں۔ موجودہ صورتحال میں وفاقی حکومت اور صوبائی حکومتیں ہر ماہ انسداد پولیو مہم چلاتی ہیں حالیہ مہم میں ایک کروڑ 25 لاکھ سے زائد بچوں کو حفاظتی قطرے پلانے کا ہدف رکھا گیا تھا۔ موجودہ صورتحال اور حالیہ کیسوں میں اضافہ سے پاکستان پولیو کے حوالے سے خطرناک ترین ملک تصور کیا جارہا ہے ملک کے بڑے شہروں میں پولیو وائرس کی موجودگی سے بچوں کو خطرات لاحق ہیں۔ دوسری جانب بعض علاقوں میں امن وامان، منفی پروپیگیڈ اور ہمسایہ ملک سے باآسانی لوگوں کی آمدورفت بھی پولیو پھیلانے کی بنیادی وجوہات ہیں۔ افسوسناک امر ہے کہ افغانستان جیسے خانہ جنگی کے شکار ملک میں جہاں بنیادی سہولیات میسر نہیں وہاں بھی پولیو وائرس کی موجود صورتحال ہمارے ملک سے بہتر ہے۔ لہذا پولیو کے مکمل خاتمے کے لئے لوگوں ذہنوں میں پولیو کے قطروں کے حوالے سے پائے جانے والے بے جا خدشات کو دور کرنے کیلئے تمام عالم اسلام کے جید علماء کرام، مدارس اور دینی تنظیموں کی جاب سے حمایت میں فتوئے جاری کئے ہیں جس میں پولیو کے قطروں میں مضرصحت اجزاء شامل ہونیکی تردید، قطرے پلانے کو جائز قرار دینے اور اسکی مذہبی ممانعت جیسے مسائل پر فتوئے موجود ہیں۔ دنیا بھر میں 54 اسلامی ممالک نے انہی پولیو کے قطروں سے اپنے ممالک میں اس بیماری کے خاتمے کو یقینی بنایا۔ حالیہ دنوں میں خیبر پختونخواہ میں پولیو مہم کے دوران ایک پروپیگنڈہ رچا کر افواہ پھیلائی گئی اور سینکڑوں بچوں کو ہسپتال میں لایا گیا جبکہ تحقیقات کرنے پر معلوم ہوا کہ بچوں میں پولیو کے قطروں سے کوئی انفکیشن نہیں ہوا جس کے بعد متعلقہ شخص کے خلاف ایف آئی آر درج کر کے گرفتاری عمل میں لائی گئی اس طرح کے پروپیگنڈوں اور افواہوں اور غلط اندازوں کی وجہ سے آج ہمارے لاکھوں بچوں کی زندگیاں خطرے میں ہیں۔ ملک میں بڑھتے ہوئے پولیو کیسز سے یہ بات عیاں ہوجاتی ہے کہ پولیو کے خاتمے کے لئے ہماری کوششیں ناکافی ہیں اس سلسلے میں تمام اسٹیک ہولڈرز، اساتذہ، علماء کرام اور خصوصاً والدین کو اس مرض کے خاتمے کے لئے منصوبہ بندی میں شامل کر کے انہیں اپنی ذمہ داریوں کا احساس دلانا ہی مقصود ہے عوام کی طرف سے اپنے بچوں کو پویو کے قطرے پلانے پر ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کیا جاتا ہے کیونکہ بعض شاطر حلقے ایک منصوبے کے تحت پولیو ویکسین کے بارے میں عوام میں شکوک وشبہات پیدا کرتے ہیں جنھیں حکام کی طرف سے دانشمندی کے ساتھ دور کرنے کی کوشش نہیں کی گئی تو پولیو کے خاتمے کا خواب کبھی پورا نہیں ہوگا۔ لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت پولیو کے انسداد کے لئے بھرپور کوششیں کرے اور ملک سے اس بیماری کا مکمل خاتمہ عمل میں آسکے۔

ہفت روزہ مسائل کوئٹہ
ایڈیٹر: اسرار محمد کھیتران
masaelqta@gmail.com
ڈپٹی ایڈیٹر: غضنفر محمد کھیتران
چیف رپورٹر: نثار محمد کھیتران

چیف ایڈیٹر وپبلشر محمد اسحاق نے سعید پرنٹنگ پریس مشن روڈ کوئٹہ سے چھپوا کر دفتر ہفت روزہ مسائل کوئٹہ آرٹ سکول روڈ کوئٹہ سے شائع کیا۔ فون نمبر: 081-2822725

آپ بھی لکھ سکتے ہیں

سیاسی، سماجی معاشی موضوعات کے مطلق اپنی مختصر مگر جامع تحریریں صاف ستھرے انداز میں ہمیں بھیجیے ہم انہیں اپنے اخبارات کی زینت بنائیں گے۔
رابطہ نمبر: 03327865820
واٹس ایپ: 03136823946
Email: masaelqta@gmail.com
(ادارے کا کالم نگاروں / مضمون نگاروں کی زاتی رائے اوران کے مندرجات سے متفق ہونا ضروری نہیں) ادارہ

عیدالاضحیٰ اور ہماری ذمہ داریاں

رپورٹ

ورلڈ گوونگ انڈیکس کی گزشتہ برس کی رپورٹ کے مطابق خیراتی اداروں کو صدقات وخیرات دینے میں پاکستان دنیا کا آٹھواں بڑا ملک ہے۔ ایدھی فاؤنڈیشن، شوکت خانم میموریل کینسر ہسپتال، اخوت فاؤنڈیشن دی سیٹیزن فاؤنڈیشن اور اس طرح کے کئی دوسرے ادارے مخیر پاکستانیوں کی طرف سے دی گئی امداد کی بدولت صحت، روزگار، تعلیم وتربیت اور رفاہ عامہ کے میدان میں بے مثال کارہائے نمایاں سرانجام دے رہے ہیں۔ ان اداروں میں کہیں تو کینسر اور دوسرے موذی امراض میں مبتلا مستحق افراد کو علاج کی مفت سہولیات مل رہیں ہیں تو کہیں غریب اور نادار بچے سائنسی وفنی تعلیم پا کر اپنے خاندان کی قسمت بدلنے کی تگ ودو میں مصروف ہیں۔ صدقات وخیرات کا یہ سلسلہ یوں تو سارا سال جاری رہتا ہے، لیکن سال میں ایک وقت ایسا بھی آتا ہے جب خیرات کرنے کے معاملے میں غریب وامیر کی تخصیص ختم ہوجاتی ہے۔ اس وقت غریب وامیر پاکستانی عام دنوں سے بڑھ کر دوسروں کی مدد کے لیے تیار ہوتا ہے۔ یہ عید قرباں کا وقت ہوتا ہے جب نہ صرف صاحب حیثیت افراد اللہ کی راہ میں جانور قربان کرتے ہیں بلکہ متوسط طبقے کی ایک بڑی تعداد بھی اللہ کی راہ میں قربانی کرنے میں پیچھے نہیں رہتی۔ اس وقت کی گئی قربانی میں سے گوشت کا ایک حصہ غریبوں اور رشتہ داروں کے لیے مختص کیا جاتا ہے اور کھال کسی ضرورت مند کی مدد کو دے دی جاتی ہے۔ وطن عزیز میں اس سال عیدالاضحیٰ 11-12 اگست کو منائی جائے گی۔ عید الاضحیٰ مسلمانوں کی طرف سے منایا جانے والا دوسرا بڑا مذہبی تہوار ہے اور اس کے قریب آتے ہی لوگوں میں قربانی کا جذبہ اپنے عروج پر پہنچ چکا ہے۔ اس عید قرباں جب آپ اس فریضے کی ادائیگی کریں تو چند ایک باتوں پر عمل کر کے اسے اپنی پچھلی عیدوں سے مختلف بنا سکتے ہیں۔ اس ضمن میں سب سے پہلی اور اہم ترین بات صفائی کی ہے جس کا خیال رکھنا نہ صرف ہمارا مذہبی فریضہ ہے بلکہ ایک ذمہ دار شہری کے طور پر ہماری اخلاقی ذمہ داری بھی ہے۔ عمومی طور پر ایک بات کا مشاہدے میں آئی ہے کہ وطنِ عزیز میں عید تہوار کے موقع پر عوام کی اکثریت اپنے شہری حقوق وفرائض کے سلسلے میں غفلت برتتی ہے جس کی وجہ سے ان تہواروں کا اصل حسن گہنا جاتا ہے۔ خاص طور پر عید قرباں اور صفائی کا بہت گہرا تعلق ہے۔ بلا شبہ قربانی ایک بہت اہم دینی فریضہ ہے لیکن دیکھنے میں آیا ہے کہ ہم بحیثیت قوم ایک دینی فریضے کی ادائیگی کے دوران دوسرے اہم ترین دینی فریضے یعنی صفائی کو بالکل بھول جاتے ہیں جو کہ نصف ایمان کا درجہ رکھتی ہے۔ ہر سال لاکھوں جانور قربان کئے جاتے ہیں اور قربانی کے بعد ان جانورں کا خون اور دیگر آلائیشیں سڑک کے کنارے ڈال دی جاتی ہیں۔ اس وجہ سے ماحول میں شدید تعفن پھیل جاتا ہے اور اکثر وبائی امراض بھی پھیل جاتے ہیں۔ یاد رکھیں عید کے موقع پر صفائی کا خیال رکھنا صرف انتظامیہ کی ذمہ داری ہی نہیں ہے بلکہ یہ ہر شہری کی انفرادی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے اردگرد کے ماحول کو صاف ستھرا رکھ کر اپنے اور دوسروں کے لیے آسانیاں پیدا کرے۔ دوسری اہم بات قربانی کی کھالوں کو سنبھالنا ہے جس میں اکثر لوگ کوتاہی کر جاتے ہیں۔ قربانی کے جانور کی کھالیں کئی کئی گھنٹے گھر کے باہر پڑی رہتی ہیں۔ یہ کھالیں ایک طرف تو دیگر آلائیشوں کی طرح تعفن میں اضافے کا باعث بنتی ہیں تو دوسری طرف گرمی کے موسم میں دیر تک پڑے رہنے سے کھال خراب ہو کر قابل استعمال یا قابلِ فروخت نہیں رہتی۔ ایک اندازہ کے مطابق ہر سال تقریباً 25 فیصد کھالیں ضائع ہوجاتی ہیں جس سے کروڑوں روپے کا نقصان ہوتا ہے۔ تیسری اہم ذمہ داری ان کھالوں کو درست حقدار تک بروقت پہنچانا ہے۔ کہتے ہیں قطرے قطرے سے دریا بنتا ہے اس طرح ایک ایک کھال کر کے اربوں روپے مالیت کی لاکھوں کھالوں کی فروخت سے ہزاروں افراد کا بھلا ہوجاتا ہے۔ ایک اخباری رپورٹ کے مطابق گزشتہ برس عیدالاضحیٰ پر پاکستان بھر میں تقریباً ساڑھے چھ ارب روپے کی کھالیں فروخت ہوئی تھیں جو کہ ایک بہت بڑی رقم ہے۔ اس عید کے موقع پر بہت سی تنظیمیں قربانی کی کھالیں جمع کرتی ہیں تا کہ انہیں بیچ کر اپنے ادارے چلا سکیں۔ ان میں سے اکثر اداروں کی کارکردگی سے کوئی بھی واقف نہیں ہوتا، لیکن بہت سارے لوگ صرف اپنی جان چھڑانے کے لیے کسی کو بھی قربانی کی کھال دے دیتے ہیں۔ یہ ایک غلط طرزِ عمل ہے قربانی کی کھال ہمیشہ کسی مستند ادرے کو ہی دینی چاہئے۔

پاکستان میں ایسے بہت سے فلاحی ادارے کام کر رہے ہیں جن کی کارکردگی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں اور ان پر اعتبار کیا جا سکتا ہے۔ ایسا ہی ایک ادارہ شوکت خانم میموریل کینسر ہسپتال اور ریسرچ سنٹر ہے جو کہ ہر سال قربانی کی کھالیں جمع کرنے کا انتظام کرتا ہے اور ان سے حاصل کردہ رقم کینسر کے مریضوں کے مفت علاج پر خرچ کی جاتی ہے۔ یہ ایک طرح کا دہرا ثواب ہے کہ اللہ کے حضور قربانی بھی کی جائے اور اس قربانی کی کھال سے کسی کی جان بچانے کے مشن میں اپنا حصہ بھی ڈال دیا جائے۔ تو اس عید پر جس آخری بات کا آپ نے خیال رکھنا ہے وہ کھالوں کی درست ادارے تک بروقت رسائی کا ہے۔ سب سے بہتر تو یہ ہے کہ یہ کھالیں شوکت خانم میموریل کینسر ہسپتال جیسے اداروں کو دی جائیں تا کہ ان سے حاصل ہونے والی رقم کینسر میں مبتلا کسی مریض کی زندگی بچانے میں کام آسکے۔ ہسپتال کے سینکڑوں رضا کار ہر سال ملک بھر میں گلی گلی سے کھالیں جمع کرتے ہیں لیکن آپ رضا کاروں کے انتظار میں نہ رہیں بلکہ اس عید کے دن جانور کے ساتھ اپنے وقت کی قربانی بھی دیتے ہوئے جانور کی کھال اپنے علاقے میں موجود کیمپ پر خود چھوڑ کر آئیں تا کہ کھال خراب ہونے سے قبل ہی درست ہاتھوں میں پہنچ جائے۔

تہواروں سے دور جانا

تحریر۔ نجیب اللہ

قرآن حکیم عید کے حوالے سے ہمیں کیا تعلیم دیتا ہے پہلے عید کے لفظ پر غور کرتے ہیں عید بنیادی طور پر عود سے نکلا ہے جس کا مطلب ہے پلٹ کر آنا یعنی عید کے معنی ہیں بار بار لوٹ کر آنے والا دین قرآن میں یہ لفظ صرف ایک بار استعمال ہوا ہے سورہ مائدہ کی آیت ۱۱۴ میں جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے آپ سے عرض کیا کہ اللہ سے التجا کریں کہ ہمارے لیے آسمان سے ہمارے لیے رزق اتارے جو ہمارے جسمانی نشوونما کے ساتھ اطمینان قلب کا بھی باعث بھی ہو جس پر حضرت مسیح علیہ السلام نے یہ دعا فرمائی، اس کے علاوہ قرآن حکیم میں کسی اور جگہ اس لفظ کا ذکر نہیں ہوا ہے سوال یہ ہے کہ تہواروں میں دلچسپی کی کمی اور مصروفیات کیوں پیدا ہورہی ہے، پہلے عید کا بہار آتے ہی سب لوگ عید کی تیاریوں میں مصروف ہوجاتے تھے جس سے روزگار زندگی کو ایک نیا موڑ مل جاتا اور زندگی کو اور خوبصورتی سے جینے کی ہیچا اٹھا جاتی اور خدمت عوام ناس کی طرف رجعہو جاتے تھے، عید ایک خوبصورت تہوار کے طور پر مسلمانوں میں منایا جاتا ہے جو کہ تمام مسلم ممالک میں اس تہوار کو ایک جیسے اور پر جوش انداز میں منایا جاتا ہے، جس سے لوگوں میں ایک ساتھ رہنے کا جوش پیدا ہوجاتا ہے، تہواروں کا عروج اس حوالے سے ہوا ہے کہ دوسرے قوم یا مذہب کے الگ الگ ایام یا تہوار ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ نے تمام اُمت مسلمہ کیلئے ایک باجوم تہوار پیدا کیا جیسے ایک ساتھ ایک ہی وقت میں منایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے سب امت مسلمہ کو ایک جیسا قرار دیا گیا ہے جیسے کہ روزوں میں تمام غریب وامیر کو ایک جیسا قرار دیا گیا ہے اگر غریب روزہ رکھتا ہے تو امیروں کو بھی روزہ رکھنا ہے تاکہ ان کو اس بات کا پتہ جل جائے کہ جب کسی غریب کو ایک دن کا کھانا نہیں ملتا تو اس پر دن کس طرح گزرتا ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ آعلہ سوچ رکھنے والا ہے وہ عظم ذات والا ہے لیکن جس طرح نئے دور کا آغاز ہوچکا ہے جس میں لوگوں کی مصروفیات پہلے کے مقابلے بہت زیادہ ہوگئے ہیں جس میں سوشل میڈیا کے استعمال سرفہرست ہے، جس سے اکثر لوگ ڈپریشن کا شکار ہوجاتے ہیں موبائیل کا 6 سے 7 گھنٹے مسلسل استعمال سے آنکوں کی روشی بھی کمزور ہوجاتی ہیں، آج کل بہت زیادہ تعداد میں لوگ اس مریض سے دوچار ہے جو آنے والے نسلوں کیلئے بہت نقصان دہ ثابت ہوسکتا ہے، اس جدید دور میں والدین 5 سے 7 سال کے عمر کے بچوں کو موبائیل فون دے کر ان کا رجحان بھی سوشل میڈیا کی طرف راغب ہوچکا ہے اگر بچپن ہی سے بچوں کی نشوونما سہی طور پر ہوگا ان کی تربیت کا خاص خیال رکھا جائے گا تو ہی بچے ملک کا نام روشن کرسکیں گے، ورنہ آنے والے وقتوں میں یہی بچے ملک وانسانیت کیلئے بہت بڑا خطرہ ثابت ہو سکتا ہے، بڑے تو بڑے چھوٹے بچے بھی سوشل میڈیا کے نظر چشم ہوچکے ہیں۔

جو اپنے والدین کو وقت نہیں دے پاتے ہیں اس سے گھریلوں ماحول بھی ابتر ہوجاتا ہے، جب کوئی تہوار آتا ہے تو ایک خوشی کا ماحول برپا ہوجاتا ہے، جو بلکل ختم نظر آرہا ہے اور تہواروں کی اہمیت بھی ختم ہورہی ہے، لوگوں کی اس عظیم تہواروں سے دور جانے کی وجہ سوشل میڈیا ہے جس میں حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اس طرح کے سوشل میڈیا کو ختم کریں جس سے لوگوں میں قانون کی پاسداری اور مضبوط ہوسکتے اور نوجوان نسل ملک کی فلاح وبہبود کیلئے اپنے زندگی سرف کریں، تاکہ وہ اپنی زندگی یوہی ضائع نہ کریں، سوشل میڈیا کے اس نقصانات سے بچنے کیلئے والدین کی بہت خاص اہمیت کے حامل ہے، والدین کو چاہئے کہ وہ اپنے بچوں کو ایک منظم ماحول میسر کریں جس سے نوجوان نسل ضائع ہونے سے محفوظ رہ سکے۔

صاحب کو بیصبری سے انتظار ہے چھٹی ہوجائے اور تنخواہ وصول کرلوں

تحریر: نذر بلوچ قلندرانی

ایک سرکاری اسکول کا ماسٹر دن کے دس بجے آرام سے نیند میں ہوکر سوچتا ہوگا کہ میرا بیٹا تو اسلام آباد میں پڑھتا ہے اور اعلیٰ تعلیم حاصل کررہا ہے، انکے شاگرد انتظار کررہے ہونگے کہ استاد کب آئے گا پتہ نہیں آئے گا کہ نہیں اگر صاحب اسکول آجائے تو باقی اساتذہ کے ساتھ چائے پی کر قہقہے لگا کر اپنے حاصری لسٹ میں پریذیڈنٹ دیکر واپس گھر چلا جاتا ہے اس طرح ایک سرکاری اسکول ماسٹر اندھا قانون کو بیوقوف بنا دیتا ہے، وہ غریب آدمی جو محنت مزدوری کر کے اپنے بیٹے کو سرکاری اسکول میں پڑھتا ہوگا ماں کہتی ہوگی ایک دن بھوکا رہیں گے لیکن اپنے بیٹے کو کاپی وپنسل خرید کردینگے بوڑھا باپ صبح سویرے اٹھ کر کھیتوں اور مزدوری کے لئے گھر سے روانہ ہوگا ماں اپنے بیٹے کو تیار کر کے سرکاری اسکول میں بھیجتا ہے، ہائے۔! وہ ماں یہ ضرور سوچتی ہوگی کہ میرا بیٹا ماسٹر بنے گا، انجینئر بنے گا، وکیل بنیگا، میرا بیٹے ضرور بڑا آدمی بنے گا مگر تاسف وہ ماں نہیں جانتی کہ ایک سرکاری اسکول میں آٹھ کمروں پر مشتمل سوا کچھ بھی نہیں وہاں اساتذہ پڑھانے کے بجائے اپنے مجلس میں مگن رہتے ہیں کچھ صاحب اپنے گھر سے ناراض ہوکر کری پکڑ کر سگریٹ پی رہے ہونگے، باز اساتذہ چائے پی کر قہقہے لگاتے ہونگے، اور چند شاگردان اساتذہ کے دردِ سر بن گئے ہیں، مگر جب تاریخ تمیں تک پہنچ جائے تو صاحب صبح سویرے اٹھ کر اسکول جاتا ہے اپنے میٹھی زبان سے شاگردوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے اس دن صاحب کی گھر کا حالات بھی بہت خوشگوار ہوتا ہے اسلام آباد سے ماسٹر کا بیٹے کئی دفعہ ٹیلی فون کر کے اپنے فیس اور خرچہ طلب کرتا ہے، ایک سرکاری اسکول کا ماسٹر یہ کیوں نہیں سوچتا کہ کس حالت میں والدین اپنے بیٹوں کو اسکول پڑھتے ہونگے اور اپنے بیٹوں کو لیکر ماں باپ نے کونسے خواب دیکھیں ہونگے، ہمارے گورنمنٹ اساتذہ کو دوگنا تنخواہ دیتا ہے ایک میڈل اسکول میں کئی کمرے، کرسی اور ڈھیر سارے سامان دیتا ہے کہ اساتذہ کو بچوں کو پڑھانے میں تکلیف نہ ہو، مگر تاسف ہے کہ ایک سرکاری اسکول کا ماسٹر اپنے فرائض سے غداری کر کے دن دس بجے آرام سے نیند میں ہوکر سوچتا ہے کہ میرا بیٹا اسلام آباد میں پڑتا ہے اور اعلیٰ تعلیم حاصل کررہا ہے چند اساتذہ اسکول میں آکر چائے پی کر قہقہے لگاتے ہونگے، کچھ اساتذہ اپنے گھر سے ناراض ہوکر کرسی پکڑ کر سگریٹ پی رہیں ہونگے مگر جب تاریخ تمیں تک پہنچ جائے تو ماسٹر صاحب کو بیصبری سے انتظار ہے کہ چھٹی ہوجائے اور اپنے تنخواہ وصول کرلوں،

اس کالم کے ذریعے میں گورنمنٹ بلوچستان وزیر تعلیم سے مطالبہ کرتا ہوں کہ سرکاری اسکولوں میں علم روشناس وتعلیم کو یقینی بنایا جائے اور میڈیا کو اسکول میں کوریج کرنے کی مکمل اختیار دیا جائے تاکہ ایک مزدوری کا خواب پورا ہوجائے ایک غریب ماں کا بیٹا بھی انجینیئر، ماسٹر، وکیل اور ایک بڑا آدمی بن کر اپنے ماں باپ کے خواب کو لیکر اس ملک کی ترقی وتعمیر کے لئے جہدوجہد کرسکیں۔

دولت کی غیرمنصفانہ تقسیم

تحریر: الیاس محمد حسین

پاکستان میں دولت کی غیر منصفانہ تقسیم نے اتنے مسائل پیدا کردیئے ہیں کوئی کام بھی ڈھب سے نہیں ہورہا ملک میں ایک طرف عیش وعشرت اور دوسری طرف بھوک، افلاس اور خودکشیاں ہیں پاکستان میں 10 فیصد کی رفتار سے غربت میں مسلسل اضافہ ہورہا ہے 65 فیصد عوام غربت کی لکیر سے بھی نیچے زندگی گذارنے پر مجبور ہیں روزمرہ کے استعمال کی اشیاء آسمان سے باتیں کررہی ہیں اس میں اضافہ در اضافہ سے عام آدمی کی دسترس سے باہر ہیں یہ تو وہی بات ہوئی کہ گرانی اس قدر ہوگی کہ جینا بھی گراں ہوگا

بدقسمتی سے مراعات، آسائشیں اور ترقیاں کرپٹ اور جرائم پیشہ افراد کے حصے میں آرہی ہیں غریب کا کوئی پرسان حال نہیں ان کی حالت ابتر سے ابتر ہوتی چلی جارہی ہے ان حالات میں عام آدمی کو بھی اپنی ترقی کیلئے دن رات ایک کردینا چاہیے سب سے ضروری یہ ہے کہ اپنے بچوں کو بلا تخصیص جنس تعلیم دلانا اپنے اوپر اس طرح فرض کرلیا جائے جیسے ہم بھوک کے وقت خوراک کھاتے ہیں تعلیم یافتہ ہوئے بغیر ترقی ممکن ہی نہیں یہ بات بھی ہر کسی کو جان لینی چاہیے کہ حالات سے گھبرانے والے کبھی منزل تک نہیں پہنچ سکتے کامیابیوں کیلئے اپنے وسائل پر انحصار کرنا ہوگا اپنے پاؤں پر کھڑے ہوکر ہم کامیابیوں کی منازل طے کرسکتے ہیں بھیک میں ملی ہوئی امداد یا قرض سے کسی قوم نے آج تک ترقی نہیں کی۔ تیز رفتار ترقی کیلئے ہمیں اپنے وسائل پر بھروسہ کرنا ہوگا۔ یہ بات سچ ہے کہ عوام کی غالب اکثریت کو توقع تھی اگر عمران خان وزیر اعظم بن گئے تو ملک کی معاشی حالت بہتر ہوسکتی ہے لیکن موجودہ حکومت نے مہنگائی، بیروزگاری، بجلی، آٹا، سبزیاں اور پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اتنا اضافہ کردیا ہے کہ عام استعمال کی چیزیں بھی عام آدمی کی پہنچ سے دور ہوگئی ہیں۔ ہمارے عظیم لیڈر محمد علیؒ جناح نے 24 اپریل 1943ء کو دہلی میں آل انڈیا مسلم لیگ کی صدارتی تقریر میں فرمایا تھا پاکستان میں عوام کی حکومت ہوگی۔ انہوں نے سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کو وارننگ دیتے ہوئے کہا تھا اب یہ سسٹم نہیں چلے گا، پاکستان میں ظلم ہر شکل میں ختم کروں گا۔ ہم آج اسلام کا درس بھلا چکے ہیں لالچ اور خودغرضی نے معاشرہ کو تباہ کرکے رکھ دیا ہے جس کی وجہ سے امیر ،،، امیر ترین ہوتے جارہے ہیں شہر گاؤں جہاں بھی چلے جاؤ غربت ہی غربت نظر آتی ہے لوگوں کے پاس 2 وقت کی روٹی نہیں ان حالات میں قائد اعظمؒ کی سوچ اور افکار کی روشنی میں ایک منصفانہ نظام کا قیام ہے اس سے سماجی ناہمواریوں کا خاتمہ، 22 کروڑ عوام کو ہر شعبہ زندگی میں ترقی کے یکساں مواقع حاصل ہوں گے اعلیٰ تعلیم، علاج معالجہ کی سہولیات، انصاف، روزگار میسر آسکے گا پاکستان کی ترقی کیلئے ایک تجویز یہ ہے کہ جب تک پاکستان کے تمام قرضے ادا نہیں کردیئے جاتے وزیروں، مشیروں اور ارکان اسمبلی کی تنخواہ، ہر قسم کی مراعات، پروٹوکول اور الاؤنسز بند کردیئے جائیں یہ رقم ایک مربوط سسٹم کے تحت ہر یونین کونسل کی سطح پر خفیہ سروے کر کے ان لوگوں میں بانٹ دی جائے جو کچھ کرنا چاہتے ہیں لیکن ان کے پاس وسائل نہیں، خفیہ سروے کیلئے بلدیاتی کونسلروں، کریانہ فروشوں اور سبزی بیچنے والوں سے بھی مدد لی جاسکتی ہے مجھے یقین ہے کہ پاکستان کے تمام تر وسائل پر قابض اشرافیہ کو یہ تجویز پسند نہیں آئے گی اور وہ دل وجان سے ایسی ہر تجویز کی مخالفت کریں گے کیونکہ وزیروں، مشیروں اور ارکان اسمبلی کا تعلق خواہ کسی بھی پارٹی سے ہو ان کے مفادات ایک ہیں اس کے ساتھ ساتھ پاکستان کی بیوروکریسی کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کیا جانا ناگزیر ہے کیونکہ اس طبقہ کی تمام آسائشیں پاکستان کے دم سے ہے اس لئے مہنگائی، بیروزگاری اور غربت کے خاتمہ کیلئے حکومت کو ٹھوس اقدامات کرنا ہوں گے تاکہ عوام کو ریلیف مل سکے جب تک حکومت کی پالیسیاں عوامی نہیں ہونگی بہتری نہیں آسکتی۔ اب ایک اور خبر ملاحظہ کرلیں آپ کے چودہ طبق روشن وجائیں گے نئے پاکستان کے موجودہ حالات کی وجہ سے عمران خان ذہنی دباؤ کا شکار اور بہت پریشان ہیں ایسا کہنا تھا صدر مملکت ڈاکٹر عارف علوی کا۔ ان کے خیال میں ملک کے جیسے حالات تھے اس میں وہ اسٹریس کا شکار تھے، ان کی پریشانی اتنی بڑھ گئی ہے کہ انہوں نے صبح کی واک کرنا چھوڑ دی ہے۔ صدر مملکت کا کہنا تھا کہ ''میں نے وزیر اعظم کو بارہا کہا ہے کہ ورزش آپ کی دماغی صحت کے لئے بے حد ضروری ہے آپ خود کو ایکٹو رکھیں۔'' صدر مملکت ڈاکٹر عارف علوی کے مطابق وزیر اعظم عمران خان نے ان سے کہا کہ ''ڈاکٹر صاحب ہم چیزوں کو جیسے دیکھتے تھے، یہ ویسی نہیں ہیں، ہمارا تین ماہ کا پلان فیل ہوگیا، اب صورتحال یہ ہے کہ ملکی حالات بھی آج تک ٹھیک نہیں ہو پا رہے اور نہ پالیسی پر کہیں کوئی عملدرآمد ہوتا دکھائی دے رہا ہے۔ بہرحال اگر واقعی یہ خبر سچ ہے تو قوم کو خوش ہوجانا چاہیے انہیں اتنا حساس وزیر اعظم مل گیا ہے ملک خوشحال ہوگیا تو طبقاتی کشمکش بھی سے بھی نجات مل ہی جائے گی۔

Balochistan's security, uplift to get renewed govt attention

ISLAMABAD: The government on Thursday decided to focus on the security and development of Balochistan "neglected" by successive governments for decades.

The decision was taken at the first meeting of the high-powered National Develop-ment Council (NDC), presided over by Prime Minis-ter Imran Khan. Chief of the Army Staff Gen Qamar Javed Bajwa, one of the key members of the council, also attended the meeting.

According to a press release issued by the Prime Minister's Office (PMO), the meeting discussed the deve-lopment plan for Balochis-tan, master plan for Gwadar, creation of the China-Pakistan Economic Corri-dor (CPEC) Authority and an accelerated development plan 2019-20 for the erstwhile Federally Admin-is-tered Tribal Areas.

A detailed presentation was given on the Balochistan development plan that included measures to further improve security environment in the province, especially the border management, establish the writ of the state and develop critical sectors for socio-economic betterment of the people of the province, it said.

The NDC was formed in June this year.

The meeting was informed that the past neglect of Balochistan, lack of connectivity and economic integration, security challenges and underutilisation and mismanagement of resources contributed to poverty in the province. A study on the utilisation of development budget for the last eight years revealed that about 45 per cent of the total development expenditure of the province had been wasted due to pilferage.

It was decided that every possible effort would be made to increase the annual development budget of Balochistan over the next nine years, enabling the province to overcome development challenges, reduce budget deficit and enhance its revenue generation capacity.

The meeting was informed that completion of the M-8 Motorway project and construction of 819km Chaman-Quetta-Karachi Motorway, Basima-Khuzdar Road and 124km Awaran-Bela Road projects would significantly improve connectivity and communication infrastructure in Balochistan. The NDC approved a plan to carry out feasibility studies on a port at Gaddani and establish a special economic zone at Hub.

The forum also approved constitution of the National Coastal Development Authority for development of tourist resorts and promotion of tourism along the coastal areas of Balochistan, including Jiwani, Gwadar, Pasni, Makola, Ormara, Kund Malir, Hingol Park and Miani Hor.

Regarding development of ports, the meeting approved a proposal to build eight landing sites for promoting the local boat industry, including provision of 10,000 green boats.

For development of mines and mineral resources in Balochistan, the council was informed that the province would be divided into four zones — Chagai, Quetta-Duki, Khuzdar-Lasbella and coastal areas — and an appropriate model would be put in place to encourage private investment in large-scale mining.

On development of the oil and gas sector, the meeting was informed that efforts were being made to develop four new blocks — Zhob, Zorgarh, Jandran and Kohlu — for exploration, besides carrying out seismic survey at 30 onshore sites.

The meeting was also briefed on various plans for improvement of agriculture and water management in Balochistan. It approved constitution of the CPEC Authority to ensure early implementation of the corridor projects.

Discussing development of Gwadar and master plan for the city, the meeting approved a conceptual framework of Gwadar special economic district.

The forum also discussed the accelerated 10-tier development plan for the erstwhile Fata.

The council reiterated the commitment of the federal government to ensure availability of allocated funds, timely releases and special dispensation for procurement of specialised execution agencies (National Engineering Services of Pakistan, Frontier Works Organisation and National Highway Authority) and facilitation for screened NGOs to operate within the merged areas for smooth and uninterrupted development of the tribal areas.

دھرنے کیوں ناکام ہوئے۔۔۔؟

تحریر:ایم سرور صدیقی

کہا جاتا ہے جنگ اور سیاست میں بروقت فیصلہ کرنے کی بڑی اہمیت ہے جن لوگوں میں قوتِ فیصلہ نہ ہو یا جو حالات سے فائدہ اٹھانے کی صلاحیت ہی نہ رکھتے ہوں وہ کبھی غالب نہیں آسکتے۔۔جب تحریکِ انصاف کے چیئرمین عمران خان نے اسلام آباد آزادی مارچ کا اعلان کیا ایک تہلکہ سا مچ گیا اور حکومتی صفوں میں سراسیمگی پھیل گئی۔ پھر جب عوامی تحریک کے ڈاکٹر طاہر القادری نے بھی انقلاب مارچ کیلئے 14اگست کے دن کا ہی انتخاب کیا تو تھرتھلی مچ گئی وزیروں مشیروں اوران کے مشیروں کی توپوں کا رخ دونوں رہنماؤں کی طرف ہوگیا کچھ لوگ ڈاکٹر طاہر القادری کو اہمیت دینے کو تیار نہ تھے کہ جو پارٹی پارلیمنٹ سے باہر ہے وہ حکومت پر دباؤ نہیں ڈال سکتی۔۔ایک خاموش معاہدے کے تحت دونوں تحریکوں نے بیک وقت اپنے سفر کا آغاز کرنا تھا لیکن تحریکِ انصاف کے قائدین کے دل میں اکیلے اکیلے میلہ لوٹنے اور کریڈٹ لے جانے کا شوق انگڑائیاں لینے لگا انہوں نے ماڈل ٹاؤن میں کنٹینروں کے حصار میں محصور ڈاکٹر طاہر القادری کو ساتھ لے کر چلنا مناسب خیال نہ کیا PTI کے بیشتر رہنما اتنے پرجوش تھے جیسے ان کے اسلام آباد پہنچتے ہی میاں نواز شریف ڈر کے مارے استعفیٰ دیدیں گے ۔دونوں پارٹیوں کے الگ الگ اسلام آباد جانے سے ان کی قوت تقسیم تو ہوئی لیکن جب انہوں نے ڈی چوک میں پڑاؤ ڈالا تو ڈاکٹر طاہر القادری کو احساس ہوا کہ ان کے ساتھ تو عمران خان سے بھی زیادہ لوگ ہیں حالانکہ عمران خان نے عوامی تحریک سے بہتر ہوم ورک کیا تھا PTI نے اسلام آباد میں 10لاکھ افراد جمع کرنے کا اعلان کیا تھا پروگرام تھا لانگ مارچ کے ساتھ صرف لاہور سے ایک لاکھ موٹر سائیکل کارکن عمران خان کے ساتھ ساتھ پرجوش نعرے لگاتے جائیں گے پھر راولپنڈی اسلام آباد کے قومی اسمبلی کے تین حلقوں میں اسد عمر، خود عمران خان اور شیخ رشید ایم این تھے دو ایم پی اے بھی موجود تھے اور سب سے بڑھ کر خیبر پی کے صوبہ کی گورنمنٹ ان کی پشت پر کھڑی تھی جبکہ ڈاکٹر طاہر القادری کے پاس ایسا ایک بھی اتیج نہ تھا اس لئے PAT کو کسی نے اہمیت ہی نہیں دی۔ حکومت نے فیصلہ کیا کہ ڈی چوک میں کسی کو جانے کی اجازت نہیں دی جائے گی لیکن دھمکیوں، سختیوں اور رینجرز و پولیس کے ہزاروں جوانوں کے باوجود مظاہرین کو نہیں روکا جا سکتا بہرحال ڈاکٹر طاہر القادری اور عمران خان اپنے اپنے حامیوں کے ہمراہ روزانہ کنٹینر پر میاں نواز شریف کو للکارتے رہے ڈی چوک جہاں چڑی پر بھی نہیں مار سکتی وہاں ہزاروں افراد دھرنا دیئے بیٹھے تھے یہ مناظر بھی عجب تھے پاکستان کی پارلیمانی تاریخ جب بھی لکھی جائے گی وہ دھرنا سیاست کے تذکرے کے بغیر مکمل نہیں ہوگی۔ شیخ الاسلام کے لہجے میں تلخی زیادہ تھی سانحہ ماڈل ٹاؤن کے شہداء کا خون حکومت سے قصاص مانگ رہا تھا اسی اثناء میں جب حکومت پر دباؤ بڑھا تو میاں نواز شریف حکومت نے آرمی چیف جنرل راحیل شریف کو" سہولت کار" کا کردار ادا کرنے کو کہا یہی وہ وقت تھا جب عمران خان اور ڈاکٹر طاہر القادری کو واپسی کا باعزت راستہ مل سکتا تھا احتجاج کرنے والے دونوں رہنماؤں کو آرمی چیف نے ملاقات کیلئے مدعو کیا شنید ہے کہ آرمی چیف نے شیخ الاسلام سے وعدہ کیا کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن کی غیر جانبدار تحقیقات تک میاں شہباز شریف اپنے عہدے سے مستعفی ہو جائیں گے جبکہ عمران خان کو کہا گیا کہ اگر وہ وزیر اعظم کے استعفیٰ کے مطالبہ سے دستبردار ہو جائیں تو باقی 5مطالبات تسلیم کرنے کیلئے پوری کوشش کی جائے گی اسی اثناء میں حکومت نے بھی اعلان کر دیا کہ وہ دھاندلی کی تحقیقات کیلئے جوڈیشل کمیشن بنانے کیلئے تیار ہے۔لیکن عمران خان حالات کا درست اندازہ نہ لگا سکے انہوں نے وزیر اعظم کے استعفیٰ کے مطالبہ سے دستبردار ہونے سے انکار کر دیا اسی لئے کہا جاتا ہے جنگ اور سیاست میں بروقت فیصلہ کرنے کی بڑی اہمیت ہے جن لوگوں میں قوتِ فیصلہ نہ ہو یا جو حالات سے فائدہ اٹھانے کی صلاحیت ہی نہ رکھتے ہوں وہ کبھی غالب نہیں آسکتے۔اگلے روز منظر نامہ ہی تبدیل ہو چکا تھا پارلیمنٹ میں PTI کے علاوہ تمام جماعتیں میاں نواز شریف کے ساتھ کھڑی ہو گئیں خورشید شاہ، مولانا فضل الرحمٰن، محمود اچکزئی، چوہدری اعتزاز احسن اور اسفندیار ولی خان نے پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں برملا کہا 2013ء کے انتخابات میں دھاندلی ہوئی ہے لیکن ہم جمہوریت کی بقاء کیلئے میاں نواز شریف کے ساتھ ہیں۔۔پھر جب دھرنے کے شرکاء ڈی چوک سے پارلیمنٹ کی طرف بڑھے تو ایک حشر بپا ہو گیا آنسو گیس، ربڑ کی گولیاں، فائرنگ، لاٹھی چارج اور مزاحمت کے نتیجہ میں ہزاروں متاثر ہوئے۔کئی جان سے گئے درجنوں زخمی ہو کر ہسپتال جا پہنچے اس کے باوجود حکومت نے کوئی بھی مطالبہ تسلیم نہیں کیا عمران خان نے حکومت پر دباؤ بڑھانے کیلئے شہر شہر جلسے کرنے کا پروگرام بنایا لیکن کتنی عجیب بات کہ انہوں نے ڈاکٹر طاہر القادری کو اعتماد میں لینا بھی گوارا نہیں کیا دھرنا تحریک کا بغور جائزہ لیا جائے تو احساس ہوگا شروع دن ہی سے دونوں تحریکوں کے درمیان کوارڈی نیشن نام کو بھی نہیں تھا حالانکہ ان کا ایجنڈا ایک تھا مقصد ایک اور دشمن مشترکہ۔واقفان حال کا کہنا ہے کہ تحریکِ انصاف حد درجہ خوش فہمی کا شکار تھی کہ "ایمپائر" کی انگلی اٹھ جائے گی۔۔ایک بات طے ہے کہ خوش فہمی ہو یا غلط فہمی اس کا نتیجہ کبھی اچھا نہیں نکلتا دونوں صورتوں میں خود ساختہ تانے بانے الجھ جاتے ہیں بہرحال 70 روز بعد دھرنوں کی طوالت سے تنگ ڈاکٹر طاہر القادری مایوس ہو کر انقلابی دھرنا لپیٹ کر چلتے بنے اس کے ساتھ ہی ڈی چوک میں جو رونق تھی وہ ختم ہو گئی اور یوں عمران خان کا دھرنا علامتی دھرنا رہ گیا اس سے جو پریشر حکومت پر نظر آرہا تھا وہ یکسر ختم ہو گیا اور جو حکومت پہلے مذاکرات کے لئے ترلے کر رہی تھی اس نے کسی قسم کے مذاکرات سے انکار کر دیا۔ حالات بتاتے ہیں اگر عمران خان اور ڈاکٹر طاہر القادری کے درمیان بہترین کوارڈی نیشن ہوتی تو اس کا فائدہ یقینی طور پر دونوں کا ہوتا اور آج حالات یکسر مختلف ہوتے۔کہاوت ہے عقل مند کو غلطی کا احساس ہو جائے تو وہ اپنے آپ کو درست کرنے کی کوشش کرتا ہے جبکہ جاہل ضد پر اڑ جاتا ہے اور یہی کام حکومت نے کیا دھرنوں کی وجہ سے کئی ممالک کے سربراہان مملکت کے دورے ملتوی ہوئے۔۔ملکی معیشت کو اربوں کا نقصان ہوا۔کئی ماہ وفاقی دارالحکومت کا نظام تلپٹ ہو کر رہ گیا۔۔سچی بات تو یہ تھی کہ عمران خان ایک ایسی بند گلی میں داخل ہو گئے تھے جہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ کسی کو سجھائی نہیں دیتا تھا لیکن آرمی پبلک سکول میں دہشت گردوں کی سفاکانہ کارروائی کی آڑ میں عمران خان نے دھرنا ختم کرنے کا اعلان کر دیا

حاضر ہیں میرے چاکِ گریباں کی دھجیاں
تمہیں اور کیا دل دیوانہ چاہیے

نواز حکومت کی یہ حکمت عملی کامیاب تو رہی کہ انہوں نے تحریک انصاف کو تھکا دیا ڈاکٹر طاہر القادری اپنی انتھک افرادی قوت کے باوجود ناکام ہو گئے نواز شریف حکومت کامیاب ہو گئی۔ سیاسی مبصرین کہتے ہیں کہ اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ دھرنوں نے قوم کو ایک نئے شعور کا ادراک دیا جس کے نتیجہ میں 2018 میں ہونے والے الیکشن بڑے معرکہ الاراء اور نتیجہ خیز ثابت ہوئے "سیانے" تو دھرنوں کے دوران ہی کہہ رہے تھے کہ دھرنے دراصل عمران کی انتخابی مہم ہے جو انہوں نے وقت سے پہلے شروع کر دی اس وقت کی حکومت مسلسل اپنا دفاع کرنے پر مجبور رہی یقیناً جنگ اور سیاست میں بروقت فیصلہ کرنے کی بڑی اہمیت ہے جن لوگوں میں قوتِ فیصلہ نہ ہو یا جو حالات سے فائدہ اٹھانے کی صلاحیت ہی نہ رکھتے ہوں وہ کبھی غالب نہیں آسکتے۔اس بات سے سب کو سیکھنے کی ضرورت ہے لیکن بدقسمتی سے سیکھنے کی کوشش کوئی کوئی کرتا ہے۔ دھرنوں سے شروع ہونے والی انتخابی مہم نے تو عمران خان کو پاکستان کا وزیر اعظم بنا دیا سوچنے کی بات یہ ہے کہ ڈاکٹر طاہر القادری کو کیا ملا؟ وہ تو تادم تحریر سانحہ ماڈل ٹاؤن کے شہداء اور متاثرین کو انصاف دلانے میں بھی کامیاب نہیں ہو سکے۔

کسی کے ایک آنسو پر ہزاروں دل تڑپتے ہیں
کسی کا عمر بھر رونا یونہی بے کار جاتا ہے

کوئٹہ شہر کے اہم ٹیلی فون نمبرز

پولیس

ریلوے اسٹیشن	9201490
کینٹ پولیس اسٹیشن	9201087
بجلی روڈ پولیس اسٹیشن	9202042
سٹی پولیس اسٹیشن	9201250
گوالمنڈی پولیس اسٹیشن	1217
پشتون آباد پولیس اسٹیشن	2664040
قائد آباد پولیس اسٹیشن	9202218
انڈسٹریل پولیس اسٹیشن	92111050
پولیس لائن	9201435
کچلاک پولیس اسٹیشن	2890234
سریاب پولیس اسٹیشن	9211080
بروری پولیس اسٹیشن	2853610
نیو سریاب پولیس اسٹیشن	2892033
شالکوٹ پولیس اسٹیشن	2460190
ایمرجنسی سینٹر	15
ایمرجنسی سینٹر (A)	9202555
ایمرجنسی سینٹر (B)	9202777
سول لائن پولیس اسٹیشن	9202730
کرائمز برانچ	9201418
صدر پولیس اسٹیشن	9201435
ٹریفک ایمرجنسی	9201991
سیٹلائٹ ٹاؤن پولیس اسٹیشن	9211707
سی آئی اے	9202253
ایئر پورٹ پولیس اسٹیشن	2880387

بجلی

مرکزی شکایات سینٹر	18
کوئٹہ سٹی ڈویژن	9202027
ریونیو آفس سریاب	9211341
سب ڈویژن کرانی	2442834
کچلاک سب ڈویژن	2890075
گوالمنڈی سب ڈویژن	2869001
لیاقت بازار شکایت آفس	9201459
بروری سب ڈویژن	2828400
زرغون آفس	2823403
سپرنٹنڈنٹ انجینئر کوئٹہ	9202003

پی آئی اے

انکوائری	117
ایکس چینج	9201993/9202632
ریزرویشن	9201066
ایئر پورٹ انکوائری	114
ایکسچینج	9203873
ایئر پورٹ ایکسچینج	2880213/6
ٹریفک	2880028

ہسپتال

ایدھی سینٹر	2830861/115
عمر فاؤنڈیشن	2837296
سول ہسپتال ایمبولینس	9202017
سول ہسپتال ایکس چینج	9202017
کرسچن ہسپتال	2842697
وفاقی میڈیکل سینٹر	9211636
ہیلپر آئی ہسپتال	9211087
ریلوے ہسپتال	9211078
لیڈی ڈفرن ہسپتال	2836532
فاطمہ جناح ٹی بی سینٹوریم	2853618
چلڈرن ہسپتال	2823705/11
مائیلو شہید ٹرسٹ	2824875/2828383
پاکستان جنرل ہسپتال	2842043/2842295
جیلانی ہسپتال	2447183
ایل آر بی ٹی	2850362
شعبہ حادثات سول ہسپتال /ایمرجنسی	137
بی ایم سی	2823618/2830553
فوجی فاؤنڈیشن میڈیکل سینٹر	2664461

فائر بریگیڈ

سٹی فائر بریگیڈ	2841118/920264
سرکلر روڈ	9201066/16
کنٹونمنٹ بورڈ	9201629

واسا شکایات

ایکسین	9211612
سب آفس مالی باغ	9202299
کواری روڈ	9202846
ایوب اسٹیڈیم	9202708

ٹیلی فون

ہیلپ لائن	1236
شکایات	1218
بلنگ ہیلپ لائن	1200

دیگر اہم نمبرز

پی ٹی وی سینٹر	9202626
ریڈیو پاکستان	9202393
کوئٹہ پریس کلب	2821731
بلوچستان بورڈ	9202791

کچھ باتیں کچھ حکائیتیں

گاہک کا تربوز والے سے سوال کیا''یار تمہیں کیسے تربوز کو تھپکی مارنے سے پتہ چل جاتا ہے کہ تربوز میٹھا اور لال نکلے گا؟

''تربوز والا:''پتا نہیں!''لیکن میرے باپ نے مجھے''سمجھایا تھا کہ''دو تربوز پر تھپکیاں مارو''پھر تیسرے والا تربوز''گاہک کو پکڑا دو''گاہک خوش ہو جاتا ہے۔

تحریر: ایم سرور صدیقی

1) زرداری.2) شریف 3) خان

اور تربوز والے نے یہی کیا، عوام کو تیسرا تربوز پکڑا دیا۔عوام خوش ہیں

بیویوں کی تعداد کا چار ہونا اس کے ناموں کے حروف کی تعداد سے ہی اشارہ ملتا ہے:

شادی کے چار حروف-----ش--ا--د--ی

نکاح کے چار حروف-----ن--ک--ا--ح

شوہر کے چار حروف-----ش--و--ہ--ر

بیگم میں چار حروف___ب_ی_گ_م

بیوی میں چار حروف___ب_ی_و_ی

زوجہ میں چار حروف___ز_و_ج_ہ

نادی (پشتو) میں بھی چار حروف_ن_ا_د_ی

ہندی زبان میں بھی پتنی کے چار حروف .

پ_ت_ن_ی

نساء میں بھی چار حروف۔ن-س-ا-ء

اور WIFE میں بھی چار حروف ہیں w_i_f_e__

حتیٰ کہ ان سب ناموں سے بننے والے لفظ "دلہن" میں بھی چار حروف۔د۔ل۔ہ۔ن

ان سب ناموں کے حروف کی تعداد سے یہی اشارہ ملتا ہے کہ بیویاں چار ہی ہونی چاہییں۔

ھاتھ میں بھی چار انگلیاں اور ایک انگوٹھا اس کی گواہی ھے۔

دل کے بھی چار خانے اور ہر خانے میں ایک بیوی کی تصویر۔

اللہ تعالیٰ سب مسلمان مردوں کی دلی مراد پوری فرمائیں۔آمین ثمہ آمین

یہ سب کچھ اپنی ذمہ داری پر کریں اور ہڈیوں کے ڈاکٹر کا پتا پاس رکھیں کیونکہ ڈنڈے کے بھی چار حروف ہیں۔ یہ ایک ایسا لمحہ فکریہ جس نے ہمارے دل و دماغ کی کھڑکیاں کھول کر رکھ دی ہیں

72 سالوں سے

ہم کشمیریوں کے ساتھ کھڑے ہیں

لاکھوں کشمیری شہید ہو گئے، ہم ساتھ کھڑے ہیں

بہنوں بیٹیوں کے عزتیں لٹ گئیں، ہم ساتھ کھڑے ہیں۔

لاکھوں عورتیں بیوہ ہو گئی، ہم ساتھ کھڑے ہیں۔

ہزاروں بچے یتیم ہو گئے، ہم ساتھ کھڑے ہیں

لاکھوں کشمیری معذور ہو گئے، ہم ساتھ کھڑے ہیں

اب کشمیر کی شناخت بھی ختم کر دی، ہم ساتھ کھڑے ہیں

سوال یہ ہے زندہ کھڑے ہیں یا مردہ؟؟

اگر آئی ایم ایف سے قرض لینا مجبوری ہے اور ملکی مفاد میں ہے تو ضرور لیں۔۔۔

لیکن! کیوں نا اس بار اس قرض کا بوجھ عوام پر نئے ٹیکسز لگانے کی بجائے یہ کیا جائے کہ چاروں صوبائی اسمبلیوں کے ساتھ ساتھ قومی اسمبلی و سینیٹ کے تمام ممبران اور صوبائی و وفاقی وزراء اور وزیر اعظم و صدر؛ آرمی چیف :۔اور تمام ججز صاحبان اور تمام بیوروکریٹس سے سوائے اپنی تنخواہ کے تمام تر مراعات واپس لے لی جائیں۔ انکا ہاؤس رینٹ۔بجلی و گیس بل۔ڈیزل و پٹرول خرچ۔ماہانہ لاکھوں الاؤنس۔ماہانہ ریفریشمنٹ خرچ۔گاڑیاں، پروٹوکول، یہ سب کچھ چند ماہ اپنی جیب سے برداشت کر لیں پھر دیکھتے ہیں۔مہنگائی کم ہوتی ہے یا بڑھتی ہے۔ملکی خسارہ کم ہوتا ہے یا بڑھتا ہے۔ملکی معیشت پہ قرض کا بوجھ کب تک رہتا ہے۔۔۔؟؟؟؟؟سب

ریاست مدینہ کی بات کرتے ہیں مگر ریاست مدینہ کہ اصولوں کے قریب تک نہیں آنے دیتے ریاست مدینہ میں تو حاکمِ وقت نے اپنی اور مزدور کی تنخواہ برابر رکھنے کے احکامات جاری کئے تھے اور ہمارے حکمرانوں کا طرزِ عمل کیسا ہے؟ یہ غور و فکر کی بات ہے۔

حقوق زوجیت کے حوالہ سے اسلامی تاریخ میں ایک واقعہ درج ہے جس سے بہت سوں کو رہنمائی مل سکتی ہے

ایک مرتبہ امیرالمومنین حضرت عمرؓ فاروق کے پاس ایک عورت آئی اور اس نے کہا "امیر المؤمنین! میرے شوہر جیسا نیک آدمی شاید دنیا میں کوئی نہ ہو، وہ دن بھر روزہ رکھتے اور رات بھر نماز پڑھتے رہتے ہیں" یہ کہہ کر وہ خاموش ہوگئی۔حضرت عمرؓ فاروق اس کی بات کا منشا پوری طرح نہ سمجھ پائے اور فرمایا: اللہ تمہیں برکت دے اور تمہاری مغفرت کرے۔ نیک عورتیں اپنے شوہر کی ایسی ہی تعریف کرتی ہیں۔''

عورت نے یہ جملہ سنا، کچھ دیر جھجکی رکی اور پھر واپس جانے کے لئے کھڑی ہوگئی۔ کعبؓ بن سوار بھی موجود تھے، انھوں نے عورت کو واپس جاتے دیکھا تو حضرت عمرؓ فاروق سے کہا:

''امیر المومنین! آپ اسکی بات نہیں سمجھے، وہ اپنے شوہر کی تعریف نہیں، شکایت کرنے آئی تھی، اس کا شوہر جوش عبادت میں زوجیت کے پورے حقوق ادا نہیں کرتا۔''

''اچھا یہ بات ہے۔'' حضرت عمرؓ فاروق نے فرمایا''بلاؤ اسے!''وہ پھر عورت واپس آئی، اس سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ واقعی حضرت کعبؓ بن سوار کا خیال صحیح تھا۔حضرت عمرؓ فاروق نے ان سے فرمایا کہ''اب تم ہی اس کا فیصلہ کرو۔''

''امیر المومنین! آپ کی موجودگی میں کیسے فیصلہ کروں؟''حضرت کعبؓ نے کہا۔''ہاں تم نے ہی اس کی شکایت کو سمجھا تم ہی اس کا ازالہ کرو'' حضرت عمرؓ فاروق نے فرمایا.

اس پر حضرت کعبؓ نے کہا:''امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے ایک مرد کو زیادہ سے زیادہ چار عورتوں سے نکاح کی اجازت دی ہے، اگر کوئی شخص اس اجازت پر عمل کرتے ہوئے چار شادیاں کرے تو بھی ہر بیوی کے حصے میں چار میں سے ایک دن رات آتے ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ ہر چوتھا دن رات ایک بیوی کا حق ہے۔ لہٰذا آپ فیصلہ دیجئے کہ اس عورت کا شوہر تین دن عبادت کر سکتا ہے، لیکن چوتھا دن لازماً اسے اپنی بیوی کے ساتھ گزارنا چاہئے۔''

یہ فیصلہ سن کر حضرت عمرؓ فاروق پھڑک اٹھے اور فرمایا:''یہ فیصلہ تمہاری پہلی فہم و فراست سے بھی زیادہ عجیب ہے۔'' اس کے بعد امیر المومنین حضرت عمرؓ فاروق نے حضرت کعبؓ بن سوار کو بصرہ کا قاضی بنا دیا۔

بلوچستان حکومت کی پہلی مائننگ پالیسی 2019ء

بلوچستان حکومت کی ایک اور اہم کامیابی

بلوچستان کی پہلی مائننگ پالیسی 2019ء متعارف

- وزیر اعلیٰ بلوچستان جام کمال خان کی ہدایت اور وژن کی روشنی میں منرل پالیسی کی تشکیل
- صوبائی کابینہ سے منرل پالیسی کی متفقہ منظوری
- منرل پالیسی کی تیاری میں تمام اسٹیک ہولڈرز کی مشاورت شامل
- منرل پالیسی میں معدنی ذخائر کے حامل علاقوں کے عوام وقبائل کے مفادات کا تحفظ یقینی
- منرل پالیسی معدنی شعبہ کی ترقی میں سرمایہ کاری کے حصول کی جانب اہم پیشرفت

MG-03/2019-20

محکمہ معدنیات حکومت بلوچستان

www.dpr.gob.pk. @dpr_gob dpr.gob @dgpr.balochistan